Presented by: Rana Jabir Abbas

قرآن پاک......ایک مظلوم کتاب

سورہ فرقان: ۳۰۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا○

اور رسول پاکؐ فرمائیں گے: اے رب! بے شک میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ہی تنہا چھوڑ رکھا تھا○

اس ضمن میں کچھ لکھنے سے پہلے مولا امام الصادقؑ کا یہ فرمان نقل کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جتنا قرآن پاک ہمارے درمیان موجود ہے وہ ہماری ہدایت اور ضروریات کیلئے کافی ہے۔ ہمیں قرآن پاک کا آفاقی نسخہ مولا شہنشاہ زمانہ عجؑ کے ظہور کے بعد ہی مل سکے گا۔ اس وقت تک ہمیں موجودہ قرآن پاک پر پورے ادب واحترام کے ساتھ عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ اگر کچھ آیات شمولیت سے رہ گئیں یا اپنی اصل جگہ سے ہٹ کر کہیں لکھ دی گئیں تو اس سے صاحبان علم کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

دوسری اہم گذارش یہ ہے کہ اس مضمون میں شامل روایات میں سے اکثر برادران اہل سنت کی کتب سے لی گئی ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم کسی کو برا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ یہ ایک تحقیقی مقالہ ہے۔ جو عوام الناس کیلئے نہیں بلکہ صاحبان علم سے طلب فیض کیلئے لکھا گیا ہے۔ کوئی شخص اس سے یہ مطلب ہرگز نہ نکالے کہ خدانخواستہ قرآن پاک نا قابل اعتبار کتاب ہے یا دیگر آسمانی کتب کی طرح اس میں بھی لوگوں کی کہی ہوئی باتیں شامل ہیں۔ ایسا ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ سارے کا سارا کلام الٰہی ہی ہے۔ ترتیب میں کچھ سہو نظر آتا ہے مگر اس کی آیات میں تکرار اس کے مفاہیم کو محفوظ فرماتا ہے۔ اور تجمیع کے عمل میں ہونے والی غلطیوں کا کوئی علمی نقصان نہیں۔ اس تحریر میں عمل تجمیع کی ان غلطیوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان کے اثرات سے محفوظ رکھنے کا وہ طریقہ بھی تحریر کیا جارہا ہے کہ اہل بیت اطہارؑ نے اختیار فرمایا۔ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ساری تحریر کو پڑھنا اور صحیح طرح سے اس کا ادراک کرنا ضروری ہے۔

مفسرین نے ایک حدیث معصومؑ سے مروی میدان حشر کی منظر کشی فرمائی ہے۔ تمام مخلوق میدان حشر میں جمع ہوگی۔ ایک انتہائی عالیشان بلند نوری منبر پر حضرت سید الانبیاءؐ اور بارہ آئمہ طاہرینؑ رونق افروز ہوں گے۔ ایسے میں ایک نورانی جسم میدان حشر میں داخل ہوگا۔ اس جسم کی نورانیت دیکھ کر مومنین سمجھیں گے کہ یہ ہم میں سے ہی کوئی ہے۔ مگر وہ مومنین میں سے گذر کر آگے انبیاءؑ کے قریب پہنچے گا تو انبیاء کرامؑ سمجھیں گے کہ یہ ہم میں سے کوئی ہے۔ مگر وہ انبیاءؑ کی صفوں سے بھی آگے نکل جائے گا اور اس منبر کے ساتھ پہنچ جائے گا جس پر پاک ہستیاںؑ تشریف فرما ہوں گی۔ حضرت سید الانبیاءؐ اس کو اپنے پاس منبر پر بلوائیں گے۔ دیکھنے والے حیران ہوں گے کہ یہ نور بالکل اسی طرح سے منور ہوگا کہ جیسے پاک خاندانؑ کے انوار مقدسہ۔ سوال ہوگا یا رسول معظم ومکرمؐ! یہ کون ہے۔ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ قرآن ہے۔ اس موقع پر یہ ارشاد فرمائیں گے

سورہ فرقان: ۳۰۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا○

اور رسول (اکرم ﷺ) فرمائیں گے: اے رب! بے شک میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ہی تنہا چھوڑ رکھا تھا○

اس فرمان الٰہی میں بہت سے قیمتی نقاط ہیں۔ سب پر گفتگو کرنا فی الحال مقصود نہیں۔ صرف اشارے کرتا ہوں۔

اس آیہ مبارکہ میں حضور اکرم ومکرمؐ نے لفظ قوم پسند فرمایا ہے، امت نہیں۔ ھذا القرآن سے واضح ہوتا ہے کہ اشارہ فرما کر بتائیں گے۔ اب جو اُس وقت موجود ہوگا وہ کتابی نہیں نورانی شکل میں ہوگا۔ تو کیا نور قرآن کو تنہا چھوڑنا مراد ہے؟ یعنی الفاظ پر زور دیا۔ حفظ بھی کیا۔ تلاوت بھی کی مگر اس کی نورانیت کو تنہا چھوڑ دیا۔

یہاں جناب سید الانبیاءؐ نے شکوہ فرمایا ہے کہ میری قوم نے قرآن پاک کو تنہا چھوڑ دیا۔ اب اس تنہا سے کیا مراد ہے؟ ہر کسی کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی سوچ کیلئے خود ہی جواب دہ بھی ہوتا ہے بارگاہ ایزدی میں۔ مجھے اس تنہائی کا مفہوم جس طرح سمجھ میں آتا ہے وہ عرض خدمت ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

حضور اکرمؐ نے اپنی امت سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔اس وقت میرے سامنے ۸۷ کتابوں کے حوالہ جات ہیں ۔مگر میں اہل سنت برادران کی معروف کتاب مسند احمد بن حنبلؒ جلد۳ ص۱۴ کی روایت کے الفاظ نقل کر رہا ہوں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ حبل الممدود من المساء الی الارض و عترتی اھل بیتی و انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض

امام احمد بن حنبلؒ نے ہی اپنی کتاب فضائل صحابہؓ کے صفحہ۱۵ پر جناب زید بن ارقمؓ سے یہ روایت اس سیاق وسباق سے لکھی ہے کہ جب حضور شہنشاہ انبیاءؐ آخری حج سے واپسی پر مقام غدیر پر پہنچے اور وہاں ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا تو اس میں یہ بھی فرمایا کہ

قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما و انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ مولای و انا ولی کل مؤمن ثم اخذ بیدی علیؑ فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ

غور فرمایا آپ نے کہ حضور والا صفاتؐ نے فرمایا کہ میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ۔اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب اور اپنی عترت اہل بیتؑ ۔ پھر ساتھ ہی ایک وارننگ بھی ارشاد فرمادی کہ انہیں جدا نہ کرنا ......ان میں جدائی نہیں ہوگی حتی کہ یہ دونوں اکٹھے ہمارے پاس حوض کوثر پر لوٹ آئیں گے ۔ اسی بات کا شکوہ حضور اکرمؐ فرما رہے ہوں گے کہ میری امت نے قرآن کو اکیلا چھوڑ دیا یعنی قرآن پاک کو عترت سے نہیں لیا ۔قرآن تو حفظ کر لیا اور گلوں میں حمائل بھی کر لیا مگر اٹھارہ ہزار حفاظ قرآن نے کربلا میں میری عترت کو بے جرم وخطا شہید کر دیا۔

ظلم کی کئی شکلیں ہوتی ہیں ۔ذرا تصور کریں ۔دو وجود ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہوں ۔اور آپ ان دونوں کو جدا کر دیں ۔بدن میں سے روح کو جدا کر دیں ۔آنکھ میں سے نور کو جدا کر دیں ۔سورج میں سے روشنی کو جدا کر دیں ۔ غذا میں سے توانائی کو علیحدہ کر دیں ۔ماں سے محبت کو نکال دیں ۔باپ میں سے شفقت ختم کر دیں ۔باقی کیا بچے گا؟موت ،تباہی ،بربادی ،ویرانی ،اداسی ،دکھ۔......یہی ظلم ہے قرآن پاک کے ساتھ کہ لوگوں نے (جن میں بنو امیہ سرفہرست ہیں) اپنی غلط باتوں کو اسلام میں قابل قبول بنوانے کیلئے قرآن اور اہل بیتؑ کو علیحدہ کر دیا۔نتیجہ کتنا خوفناک نکلا؟وہ اسلام جو اپنے دامن میں کائنات کیلئے سلامتی لے کر آیا تھا وہ اقتدار کی رسہ کشی کا کھیل بن گیا۔ بات بنت رسول اللہؐ کے پاک دروازے کو آگ لگانے سے شروع ہوئی ۔پھر ایک ہی ظلم بھرے فعل سے سید الانبیاءؐ کی پاک دختر اور ان جناب کی آغوش مقدس میں موجود چھ ماہ کا شیر خوار شہید ہو گئے ۔ بات بڑھتی بڑھتی یہاں تک پہنچ گئی کہ

کیا تماشہ ہوا قرآن کی تفسیر کے ساتھ
قتل شبیرؑ ہوئے نعرہ تکبیر کے ساتھ

قرآن پاک پر ظلم ڈھانے والوں نے ایک ہی لفظ کے معنی میں تجاوز کر کے اپنی ساری گیم کی بنیاد سازی کر لی۔ وہ آیت مبارکہ اور وہ لفظ دیکھیں ۔

نساء : ۵۹ ۔ یَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡ

ارشاد باری تعالیٰ ہے :اے صاحبان ایمان اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول پاکؐ اور اپنے دور کے اولی الامرؑ کی ۔یہاں پر لفظ اولی الامر کا ترجمہ کیا گا حاکم وقت ۔اور اس طرح ہر اس شخص کی اطاعت کو صاحبان ایمان کیلئے لازم کر دیا گیا کہ جو برسر اقتدار ہو۔لطف کی بات یہ ہے کہ یہاں پر اولی الامر کا یہ ترجمہ کرنے والے ہمارے دور میں ہر حاکم وقت سے لڑتے نظر آتے ہیں ۔میں نے اپنی زندگی میں ایوب خان سے لے کر زرداری صاحب تک کا دور تو دیکھ لیا۔ہر دور میں مولوی صاحبان نے حاکم وقت سے پھڈا ہی ڈالے رکھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ......لیبیا کے صدر کرنل قذافی مرحوم نے لاہور کے سٹیڈیم میں بھٹو صاحب کے ساتھ ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔اس تقریر میں اسی آیت کی مدد سے قذافی نے بھٹو صاحب کو اولی الامر کہا اور لوگوں کو ان کی بات

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

ماننے کیلئے تامل کرتا رہا۔ مگر خود اس کا کیا انجام ہوا؟ کیا اس کی قوم نے اسے وہی اولی الامر مانا کہ جس کی اطاعت کا حکم قرآن پاک میں تھا؟ کیا بھٹو صاحب کو ان علماء نے اولی الامر مانا؟ کیا حسنی مبارک کو اولی الامر مانا گیا؟ کیا شہنشاہ ایران، بشار الاسد، سویکارنو، سوہارتو، ظاہر شاہ، داؤد، ببرک کارمل وغیرہ کو اولی الامر کا وہ مقام دیا گیا کہ جو قرآن پاک نے عطا فرمایا تھا؟ یہ تو حال اور ماضی قریب کی مثالیں ہیں، ماضی بعید میں ایسی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں ...... یہ سب کچھ مشاہدہ کرنے کے بعد ان علماء کرام نے مختلف حیلے بہانے تو تراشے، مگر قرآن پاک کے اس لفظ کا ترجمہ نہیں بدلا۔ زیادہ سے زیادہ اتنی کوشش کی کہ بریکٹ لگا کر صالح، نیک، صاحب کردار وغیرہ کے الفاظ لکھ دیئے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ آپ اولی الامر کے دوسرے معنی کیوں استعمال نہیں کرتے کہ جن کا اعلان غدیر میں فرمایا گیا تھا؟ آپ کا مسئلہ مستقل طور پر حل ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں کہ آج کا مسئلہ تو حل ہو جائے گا مگر ثقیفہ کا سارا سسٹم غلط ہو جائے گا ...... یہ ہے قرآن پاک کی مظلومیت ...... قرآن پاک اور اہل بیتؑ کو سب سے پہلے ثقیفہ میں جدا کیا گیا۔ بلکہ اس سے بھی کچھ دن پہلے ...... جب حضرت سید الکونینؐ نے ایک شخص سے کاغذ قلم طلب فرمایا کہ ہم تمہیں ایک ایسی تحریر عطا فرمانا چاہتے ہیں کہ جو قیامت تک تمہیں فائدہ دے گی۔ تو اس شخص نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہمارے لئے اللہ جل جلالہٗ کی کتاب ہی کافی ہے۔ یقیناً یہ صاحب جانتے تھے کہ کیا لکھا جانے والا ہے اور اس کے اثرات کچھ مخصوص لوگوں پر کیا ہوں گے۔ مجھے اجازت دیں کہ میں یہاں تاریخ کے دامن میں محفوظ وہ الفاظ پوری دیانت داری سے نقل کروں جو کاغذ قلم نہ دینے والے نے کہے اور اپنے اس فعل کا جواز بتایا۔ کہتے ہیں کہ اگر میں کاغذ قلم دے دیتا تو حضور اکرمؐ ضرور کوئی ایسی بات لکھتے کہ جو قیامت تک کیلئے اسلام کو تباہ و برباد کر دیتی۔ اس وقت حضور اکرمؐ بخار کی شدت میں مبتلا تھے، میرا ضمیر مجھے وہ لفظ لکھنے کی اجازت نہیں دے رہا جو اس نے استعمال کئے۔ تو دیکھا آپ نے؟ اللہ پاک نے (نعوذ باللہ) غلطی کی کہ اس نے حضور سید الکونینؐ کو آخری نبی بنا دیا۔ وہ تو دین کا بیڑا غرق کر رہے تھے۔ اللہ پاک کو ان حضرت کو نبی بنانا چاہیئے تھا کیونکہ انہیں دین بچانے کا زیادہ درد تھا۔ انہیں زیادہ شعور تھا کہ دین کیسے تباہ ہوگا اور کیسے بچے گا۔

اپنی نئی نسل کو اصل تاریخ اسلام سے آگاہ کرنے کیلئے ...... اگر برا نہ منائیں تو تاریخ اسلام کی پہلی کتاب جو ایک عینی شاہد صحابیؓ نے لکھی (کتاب سلیم بن قیس ہلالی): سے ایک بات مختصراً لکھ دوں؟

ہوا یوں کہ فتح مکہ کے موقع پر اسی شخص نے اپنے دیگر چار ساتھیوں سے مل کر یہ عہد کیا کہ اگر حضرت سید الانبیاءؐ پردہ پسند فرمالیں یا جام شہادت نوش فرمالیں تو ہم حکومت کسی بھی صورت میں حضرت علیؑ کے پاس نہیں جانے دیں گے۔ یہ جذبات تو فتح مکہ پر تھے۔ نہ جانے غدیر کے روز اس پر کیا گذری ہوگی اور غدیر کے بعد انہوں نے اپنے منصوبے کی تکمیل کیلئے کیا کچھ نہیں کیا ہوگا۔؟ اب وہ شخص کس طرح حضور اکرمؐ کو کاغذ قلم دے دیتا اور خود اپنے یا اپنی سازش کے خلاف یا ولایت امیر کائناتؑ کے حق میں ایک تحریر لکھوالیتا۔ ...... یہ ہے قرآن پاک کی مظلومیت ...... کہ اسے اپنے وارثوں سے جدا کر دیا گیا۔ اس کی بنیاد اولی الامر کے معنی میں تحریف کر کے کی گئی۔ حالانکہ یہ آیہ مبارکہ حکمت الٰہی کا ایک بے مثال کرشمہ ہے۔ آپ کو اولی امر کی اطاعت بالکل اسی انداز سے کرنی ہے جیسے جناب رسالت مآبؐ کی۔ اللہ جل جلالہٗ نے اس آیت میں اپنے لئے لفظ **اطیعوا** علیحدہ پسند فرمایا ہے جبکہ رسول اور اولی الامر کیلئے ایک ہی دفعہ لفظ **اطیعوا** استعمال فرمایا ہے۔ یہاں ایک معصوم ہادی کی ضرورت ہوگی۔ ایک منصوص من اللہ ہادی کی ضرورت ہوگی۔ ایک ایسے ہادی کی ضرورت ہوگی جو اسی نور سے بنا ہوگا جس سے سید الانبیاءؐ کی پاک جناب بنی ہو۔ یہاں آپ کو حضور والا جنابؐ کی وہ حدیث بھی یاد رکھنی ہوگی جہاں فرمایا گیا کہ اولنا محمدؐ و آخرنا محمدؐ و اوسطنا محمدؐ و کلنا محمدؐ۔ اس پاک فرمان مبارک میں آپ کو قرآن پاک کے اصلی وارث نظر آئیں گے۔ وہ پاک ذوات نظر آئیں گی جو اولی الامر ہیں اور جن کی اطاعت واجب ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے حضرت سید الانبیاءؐ کی اطاعت واجب ہے۔ یہی تو کلنا کا مطلب ہے۔

آپ کو ایسی اور بھی بہت سی آیات مبارکہ پیش کر سکتا ہوں جہاں تحریف معنی کے ساتھ قرآن پاک پر ظلم کیا گیا۔ مگر میرا مقصد آپ کو مختصر ترین الفاظ میں زیادہ سے زیادہ مواد دینا ہے تاکہ باقی سوچ بچار کیلئے آپ کو ایک سمت مہیا کروں۔

jabir.abbas@yahoo.com

قرآن پاک کے ساتھ ابتدائی ایام میں ہی ایک اور منفرد ظلم کیا گیا۔ اور یہ کہہ دیا گیا کہ حضور اکرمؐ نے اپنی ظاہری حیات مقدس میں قرآن پاک کو ایک کتاب کی شکل میں جمع ہی نہیں فرمایا۔ سوال یہ ہے کہ...... نعوذباللہ...... جناب رسالت مآبؐ کی بصیرت اتنی بھی نہ تھی کہ وہ خود پر نازل ہونے والے دستور الٰہی کو کہ جس نے قیامت تک کیلئے منبع ہدایت بنا ہے اسے ایک کتاب کی شکل میں جمع ہی کر دیتے۔ آپ جنابؐ کے وصال الی اللہ کے کچھ عرصہ بعد ہی لوگوں کو تو احساس ہو گیا کہ قرآن پاک کو جمع کرنا چاہیئے مگر خود اس پاک ہستی کو کہ جو وما ینطق عن الھویٰ کی مصداق ہے، جو شہر مدینۃ العلم ہے انہیں یہ احساس نہ ہوا کہ قرآن پاک کتنا اہم ہے۔

یہی ہے قرآن پاک کی مظلومیت...... کہ اسے اس پاک ذاتؑ سے ہی علیحدہ کر دیا گیا کہ جن کے قلب مقدس پر یہ مقدس کتاب نازل ہوئی۔ یہ کس سازش کے تحت کہا گیا۔ ہر صاحب علم و شعور اس کو جانتا ہے۔

اسی تحریر میں ایک حدیث مقدس جو کہ متفق الیہ ہے درج کی گئی کہ جس میں حضور سید الانبیاءؐ نے فرمایا کہ ہم تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہے ہیں۔ ایک اللہ جل شانہٗ کی کتاب اور دوسرے ہمارے اہل بیتؑ۔...... چھوڑی وہ چیز جاتی ہے جو وجود رکھتی ہو۔ موجود ہو۔ چھوڑنے والے کی ملکیت میں ہو۔ اگر قرآن پاک ایک کتاب کی شکل میں موجود ہی نہیں تھا تو حضور اکرمؐ چھوڑ کیا رہے تھے؟؟

قرآن پاک پر ظلم کا اگلا وار اس وقت ہوا جب حضرت امیر کائناتؑ نے وصال رسولؐ کے بعد خود کو ایک کمرے میں محدود فرما لیا۔ صرف نماز کیلئے کمرے سے باہر تشریف لے جاتے۔ ایک حضرت نے پوچھا کہ آپ گھر سے باہر کیوں نہیں تشریف لاتے؟ مولاؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہم قرآن پاک کو ترتیب دے رہے ہیں حضرت نے کہا کہ بہت اچھا کام ہے۔ ضرور کریں۔ تین دنوں کے بعد ایک اونٹ کے اوپر سات جلدیں رکھ کر حاکم وقت کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہمؑ نے قرآن پاک کو مرتب فرما دیا ہے۔ اس کی آیات مبارکہ کی شان نزول اور مقام نزول بھی لکھ دیا ہے۔ تاکہ آئندہ نسلیں اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ جواب ملا...... ہمیں اس قرآن کی ضرورت نہیں...... ہم خود قرآن پاک کی تجمیع کر لیں گے۔ آخر ان صاحبان کو حضرت امیر کائناتؑ کے جمع شدہ قرآن پاک سے کس بات کا خطرہ تھا؟ جواب کیلئے حضرت امیر کائناتؑ کا یہ فرمان بغور پڑھیں۔ فرمایا: **قرآن پاک چار حصوں میں نازل ہوا۔ ایک چوتھائی ہمارے حق میں۔ ایک چوتھائی ہمارے دشمن کے بارے میں۔ ایک چوتھائی امثال اور ایک چوتھائی محکم و متشابہ**(الیعقوبی ص ۴۰۷ اردو۔ جلد ۲ ص ۱۳۶ عربی) اب ایک چوتھائی قرآن پاک کچھ ایسے لوگوں کے بارے میں ہے کہ جو رہبران نورانیؑ کے دشمن تھے۔ جو ہادیان الٰہیہؑ سے مخاصمت رکھتے تھے۔ کیا آج جو قرآن پاک ہمارے پاس ہے اس میں سے ان آیات کو اسی معنی و مطلب کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے کہ جس مذمتی معنی و مفہوم کے ساتھ وہ نازل ہوئی تھیں؟

صرف اتنا ہی ظلم نہیں ہوا قرآن پاک پر...... کیا ہم وہ چوتھائی حصہ آیات کا علیحدہ کر کے پڑھ سکتے ہیں کہ جو جناب رسالت مآبؐ اور اہلبیت اطہارؑ کے فضائل میں بیان ہوئی ہیں۔؟ کچھ آیات تو مل جاتی ہیں مگر بہت سی آیات مبارکہ کو دوسرے مقامات پر رکھ کر ان آیات مبارکہ کا سیاق و سباق ہی بدل دیا گیا۔ مثال کے طور پر چند آیات مبارکہ دیکھیں۔

نساء: ۵۹_ **يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ** ۖ فَإِن تَنَـٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ○

اندراج شدہ آیت میں جناب رسالت مآبؐ اور اولی الامر کی غیر مشروط اطاعت کا حکم ہے؛ ایک جیسی اطاعت کا حکم ہے۔ آپ رسولؐ اور اولی الامر کی اطاعت میں درجہ بندی نہیں کر سکتے۔ بالکل ایک جیسی اطاعت کرنے کا حکم ہے۔...... لیکن اگلے حصے میں آپ کو وہ آیت ملتی ہے جس میں مسلمانوں کو اپنے باہمی یعنی آپس کے اختلافات کو حل کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ اگر تم میں کسی چیز پر کوئی تنازع ہو جائے تو اللہ جل جلالہٗ اور اس کے پاک بھجوائے ہوئے کی

جانب رجوع کرو۔ اگر یہاں لفظ رسول کا ترجمہ جناب رسول پاک کیا جائے گا تو پھر وہ لوگ کیا کریں گے کہ جن کو عہد رسالت مآبؐ نصیب ہی نہیں ہوا؟ اس لئے مناسب ترین ترجمہ یہ ہوگا کہ وہ ہادی جنہیں اللہ جل جلالہٗ نے بھجوایا ان کی جانب رجوع کرو۔ یہ ترجمہ اس آیہ مبارکہ کو آخرت تک قابل عمل بنا دیتا ہے۔ تو یہ دو علیحدہ آیات مبارکہ ہیں۔ ایک آیت میں حکم اطاعت دیا گیا ہے۔ دوسری آیہ مبارکہ میں باہمی اختلافات ختم کرنے کا طریقہ سمجھایا گیا ہے۔ مگر ان دونوں آیات مبارکہ کو یکجا کرنے سے مفہوم بالکل بدل گیا۔ مسلمانوں کو اولی الامر سے متنازع ہونے کی چھوٹ دے دی گئی جو کہ حکم اطاعت سے متصادم ہے۔

ایک دیگر آیہ مبارکہ دیکھیں جسے بالکل دوسرے عنوان کی آیات میں چھپا دیا گیا: سورہ احزاب کی آیات ۲۸ تا ۳۴ درج کر رہا ہوں

۲۸۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًاo

۲۹۔ وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًاo

۳۰۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُّضٰعَفْ لَھَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ط وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًاo

۳۱۔ وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِھَآ اَجْرَھَا مَرَّتَیْنِ لا وَاَعْتَدْنَا لَھَا رِزْقًا کَرِیْمًاo

۳۲۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًاo

۳۳۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ط **اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًاo**

۳۴۔ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًاo

یہ تمام کی تمام آیات امہات مؤمنینؓ کے بارے میں ہیں۔ کسی مقام پر اولادِ رسولؐ کا کوئی ذکر موجود نہیں۔ مگر آیت نمبر ۳۳ کے دوسرے جزو میں آپ کو آیت تطہیر ملتی ہے کہ جو صرف اور صرف اہل بیتؑ کے بارے میں ہے۔ علماء کرام سے سنا ہے کہ یہ آیہ تطہیر سورہ دھر کا حصہ تھی جسے یہاں رکھ دیا گیا تا کہ عام قاری اسے ازواجؓ رسول پاکؐ سے منسوب کرے۔ اور ازواجؓ کو بھی اہل بیتؑ میں شامل کیا جائے۔ آیہ تطہیر کی شان نزول ہر شیعہ کے علم میں ہے اور ان کی محافل میں بکثرت حدیث کساء کے نام سے تلاوت کی جاتی ہے۔ دیگر برادران کیلئے لکھ رہا ہوں کہ ایک روز جناب ختمی المرتبتؐ اپنی پاک شہزادی ملکہ کونین ام الحسنینؑ کے گھر تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم اپنے بدن میں کمزوری سی محسوس فرما رہے ہیں، ہمیں یمنی چادر اوڑھا دیں۔ جب حضور اکرمؐ چادر اوڑھ چکے تو بالترتیب پہلے مولا امام حسنؑ، پھر مولا امام حسینؑ، پھر مولا امیر کائناتؑ اور پھر جناب سیدۃ النساء العالمین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین تشریف لائے، حضور اکرمؐ سے اجازت طلب فرمائی۔ اجازت ملنے پر باری باری سارے ہی اس ایک چادر کے نیچے تشریف فرما ہو گئے۔ وہاں پر ام المؤمنین جناب ام سلمہ بھی موجود تھیں۔ انہوں نے بھی چادر کے نیچے آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ حضور سید الکونینؐ نے فرمایا کہ اے ام سلمہؓ! آپ خیر پر ہیں مگر اس چادر کے نیچے نہیں آسکتیں۔ پھر حضور والا جنابؐ نے دست دعا بلند فرمائے اور بارگاہ احدیت میں عرض فرمائی کہ **اللھم ان ھؤلاء اھل بیتی و خاصتی و حامتی، لحمھم لحمی، و دمھم دمّی ، یؤلمنی ما یؤلمھم، و یحزننی ما یحزنھم، أنا حرب لمن حاربھم، وسلم لمن سالمھم، و عدو لمن عاداھم، ومحب لمن احبھم، انھم منی و انا منھم، فجعل صلواتک و برکاتک و رحمتک و غفرانک ورضوانک علی و علیھم و أذھب عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا** (یہ حدیث کساء سینکڑوں کتب میں موجود ہے) جناب سید الکونینؐ نے فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہل بیتؑ ہیں، میرے خواص ہیں میرے حامی ہیں۔ ان کا گوشت میرا گوشت ان کا خون میرا خون۔ جو ان کو ستائے وہ ہمیں ستاتا ہے۔ جو انہیں رنجیدہ کرے وہ ہمیں رنجیدہ کرتا ہے۔ جو ان سے جنگ کرے گا ہم بھی اس سے جنگ کریں گے۔ جو ان سے صلح کرے ہماری بھی اس سے صلح ہے۔ ہم انؑ کے دشمنوں کے دشمن اور انؑ کے محبوں سے محبت کرتے ہیں۔ یہ ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں۔ پس اے اللہ! آپ اپنی عنایات، برکات، رحمت، بخشش اور خوشنودی کو ہمارے لئے ان کیلئے قرار دے۔ اور ان سے ناپاکی کو دور رکھ اور ان کو اس طرح پاک کر دے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ اس دعا کے بعد خداوند تعالیٰ نے یہ آیت تطہیر نازل فرمائی کہ جس

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے بارے میں ہم اس وقت بات کر رہے ہیں۔اس میں دے بہت سے نقاط پر گفتگو ہو سکتی ہے مگر اس عنوان کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف چند باتیں پیش کرتا ہوں۔

☆ اہل بیتؑ میں صرف چار ہستیاں شامل فرمائی گئیں۔

☆ ایک زوجہ محترمہؓ نے بھی چادر کے نیچے آنے کی خواہش فرمائی مگر انہیں منع فرما دیا۔

☆ اہل بیتؑ کیلئے مقام منیت بیان فرمایا۔یعنی یہ ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں۔اس راز کو صرف مقام نورانی کو سمجھنے والا ہی سمجھ سکتا ہے۔عام دنیاوی علوم رکھنے والے کو اس بات کی سمجھ نہیں آسکتی۔اس پر مزید گفتگو ہمارے عنوان کے تحت مناسب نہیں۔

☆ اہل بیتؑ کی فضیلت یہ ہے کہ وہ نص قرآن پاک ،ہر قسم کی ناپاکی سے محفوظ ہیں۔اور ان کے تحفظ کا بندوبست خود اللہ جل جلالہٗ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اب وہ یہ کام کیسے فرمائے گا؟ یہ سوال کرنا ہی جہالت ہے۔وہ پاک ذات علیٰ کل شی ءقدیر ہے۔کن فیکون پر قادر ہے۔وہ جانے اور اس کا کام...... میرا کام تو فقط قبول کرنا ہے۔مجھے سوال کر کے کفر میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

تو میرے محترم!یہ ہے آیت تطہیر کی شان نزول۔اب یہ بتائیں اس میں ازواج نبی کہیں دور دور تک نظر آتی ہیں؟ جن کا اس آیت سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں،ان کے ذکر کے درمیان اس آیت کو لکھ کر آیت کا مفہوم بدلنے کی کوشش کی گئی ہے۔کیا کوئی ایک حوالہ بھی دکھایا جا سکے گا کہ سوائے جناب ملیکۃ العربؑ کے کسی اور زوجہ محترمہؓ کیلئے نسوانی نجاسات سے محفوظ ہونے کی کوئی ایک بھی روایت موجود ہے؟ البتہ ایسی بیسیوں روایات موجود ہیں کہ جن میں کو دان ازواج محترمؓ نے اپنی نجاست کا اقرار فرمایا۔......مثلاً......صحیح بخاری اردو ترجمہ ،رومی پبلیکیشنز ج ا ص ۲۱۵...... حجۃ الوداع کے سفر میں حضرت بی بی عائشہؓ بھی شریک سفر تھیں۔آپ خود روایت فرماتی ہیں کہ ابھی ہم مقام سرف تک پہنچے تھے کہ میرے ایام مخصوص شروع ہو گئے۔حضورِ اکرمؐ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔فرمایا تم کیوں رو رہی ہو؟عرض کی کہ کاش میں اس سفر پر آتی ہی نہ۔فرمایا کہ شاید تمہیں حیض آ گیا ہے۔ عرض گذار ہوئی کہ ہاں۔فرمایا یہ تو وہ چیز ہے کہ جو اللہ جل جلالہٗ نے آدم کی بیٹیوں کے حصے میں لکھ دی ہے۔پس جو دوسرے حاجی کریں وہ تم بھی کرتی رہنا۔لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کرنا جب تک کہ تم پاک نہ ہو جاؤ۔......یہ روایت تمام معتبر کتب احادیث اہل سنت میں موجود ہے۔اور اس کی راویہ خود ام المؤمنینؓ ہیں۔

معروف محاورہ ہے......مدعی ست گواہ چست......جن ازواج کو اہل بیت میں شامل کرنے کیلئے اس آیہ مبارکہ کو یہاں پر فٹ کیا تھا،وہ ازواج خود اپنے نجاست کا اعتراف کر کے خود کو اس آیت سے باہر رکھ رہی ہیں۔

ایک دیگر آیہ مبارکہ دیکھیں۔

سورہ مائدہ : ۳۔حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالۡمُنۡخَنِقَةُ وَالۡمَوۡقُوۡذَةُ وَالۡمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيۡحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيۡتُمۡ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ‌ؕ ذٰ لِكُمۡ فِسۡقٌ‌ؕ اَلۡيَوۡمَ يَـئِسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ دِيۡـنِكُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَاخۡشَوۡنِ‌ؕ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا‌ؕ فَمَنِ اضۡطُرَّ فِىۡ مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ‌ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ○

یہ وہ مقدس آیت ہے جو حضرت سید الانبیاءؐ کی باقی تمام انبیاءؑ پر فضیلت کا ثبوت ہے۔کسی آسمانی کتاب میں تکمیل دین کی بات نہیں۔وہ دین جو حضرت آدمؑ سے شروع ہوا تھا،اس کا نزول مسند تکمیل اور مقام کمال نعمت کے حصول پر فائز ہو رہا ہے۔مگر آیت کو ایسی جگہ فٹ کر دیا گیا ہے کہ جو صرف ذبیحہ سے متعلق ہے۔حلال خوری کی اہمیت اپنی جگہ پر مسلم ہے مگر کیا حلال خوری دیگر انبیاءؑ کے نظام میں نہیں تھی؟ کیا آغاز اسلام سے ہی حلال خوری کی ترغیب نہیں دی گئی تھی؟ اگر تھی تو پھر تکمیل دین اور اتمام نعمت کی سند اس آیت کا حصہ کیوں ہے؟

شیعہ کتب تو اس آیت کی شان نزول مقام غدیر سے ہی وابستہ کرتی ہیں۔برادران اہل سنت کی بھی تمام کتب احادیث میں یہ بات ملتی ہے۔شان نزول کے بارے میں ایک حضرت نے جو روایت کی اس میں تو وہ اس آیت کا مقام نزول روز عرفہ بروز جمعہ حجۃ الوداع پر لے گئے۔اور اس کی وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

اگر غدیر کو مان لیں تو ثقیفہ کہاں جائے گا؟ مگر وہ بھی حجۃ الوداع سے پرے نہ جا سکے۔ مگر تجمیع قرآن پاک کرنے والوں نے اس آیت کو کھانے پینے سے ربط دے کر اسکا مفہوم چل کر رکھ دیا۔ اگر ان حضرت کی بتائی ہوئی شان نزول کا ہی خیال کرتے اور اس آیہ مبارکہ کو دوسری آیات سے جدا کر کے لکھ دیتے تو اس کا مفہوم سرکار ختمی المرتبتؐ کے خطبہ حجۃ الوداع سے جوڑا جا سکتا تھا۔ اور وہ معرکتہ الآراء خطبہ تکمیل دین کا نقطہ قرار پاتا۔ مگر...... میں نہیں بیان کر سکتا کہ کن وجوہات کی بناء پر یہ آیت حلال خوری کی آیات کے درمیان میں رکھ دی گئی۔

ایک اور زاویے سے دیکھیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اس آیہ مبارکہ میں دو مقامات پر لفظ الیوم استعمال فرمایا گیا ہے۔ یعنی فقط اور فقط آج۔ اس لفظ سے کسی ایک خاص دن کا تذکرہ مقصود خداوندی ہے جبکہ حلال خوری کسی ایک دن کے ساتھ مختص نہیں ہوتی بلکہ دائمی حکم شمار ہوتا ہے۔ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج کافر لوگ آپ جنابؐ کے دین سے مایوس ہو گئے۔ ہمارے ہوتے ہوئے ان سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔...... آج ہم نے آپ جنابؐ کے دین کو مکمل کر دیا اور آپ جنابؐ پر اپنی نعمات کی حد کر دی اور اسلام کو آپ جنابؐ کیلئے اسلام بطور دین پسند فرمایا۔...... ایمان داری سے فرمائیں کہ ان دو آیات کا ذبیحہ سے کوئی جوڑ بنتا ہے؟ مسلمان ذبح کر کے کھائیں یا جھٹکہ کر کے کفار کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ اس سے مایوس کیوں ہوں گے۔ کیا آج بھی کسی کفر کے پجاری نے ذبیحہ پر اتنا شدید احتجاج کیا ہے؟ تاریخ کا باریکی سے جائزہ لینے والے بھی کوئی ایسا بڑا واقعہ نہیں دکھا سکے کہ کفار و شرکین نے مسلمانوں کہ ذبح کرنے کے طریقے کو اپنے کفر کیلئے کوئی بڑا خطرہ سمجھا ہو یا انہوں نے حضور والا جنابؐ کو اس پر کوئی دھمکیاں دی ہوں۔ کہ اللہ پاک کو حضور اکرمؐ کو احساس تحفظ دلانا پڑا!؟ ایسا نہیں تھا۔ البتہ یہ ضرور تھا کہ لوگ آپ جناب کی جانب سے حضرت امیر کائناتؑ کو اپنا جانشین بنانے پر نالاں ضرور تھے۔ اس نامزدگی پر انہوں نے حضور اکرمؐ پر ہذیان کا الزام تک لگا دیا، یہ ان کی مایوسی کی انتہا تھی۔ اگر وہ لوگ جناب سید الانبیاءؐ کو اللہ جل جلالہٗ کا سچا نبی مانتے تو وہ اس طرح کی جسارتیں کبھی نہ کرتے۔ اور اگر وہ لوگ نبوت کو حکومت کے علاوہ کچھ سمجھتے ہوتے تو کبھی خلافت کی مسند پر نہ بیٹھتے۔ اگر ان کو قرآن پاک سے اتنا پیار ہوتا تو جو لوگ ابتدائے اسلام سے حضور اکرمؐ کے قریب رہے وہ اپنے گھروں سے قرآن پاک لے کر آتے جیسا کہ مولا امیر کائناتؑ نے کیا۔ مگر اس حقیقت کو کون مانے گا؟ لوگوں کا اسلام ثقیفہ سے جڑا ہے نہ کہ حضرت سید الانبیاءؐ سے۔ بات دور جا رہی ہے۔ واپس آتے ہیں اس آیہ مبارکہ کی طرف۔

عنوان اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں یہاں پورا خطبہ غدیر لکھوں۔ مگر احباب سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ اگر آپ اس خطبہ مبارک کی تلاوت کی سعادت حاصل کریں تو آپ کو سمجھ آ جائے گی کہ یقیناً یہی وہ موقعہ ہے جسے تکمیل دین کا سہرا پہنایا جا سکتا ہے۔ قیامت تک کیلئے ایک مکمل نظام عطا فرمایا گیا خطبہ غدیر میں۔ حضور اکرمؐ نے اپنے بارہ جانشینوں کا تذکرہ سات مرتب فرمایا جن میں سے چار مقامات پر تو اسماء مقدس بھی بتائے گئے۔ ان میں سے سب سے پہلے جانشین مولا امیر کائناتؑ تھے اور سب سے آخر میں مولا صاحب الزمان عجؑ ہیں۔ اس نظام ولایت و امامت کے اعلان سے دین کی تکمیل فرما دی گئی۔ وہ دین جو بتدریج نازل ہو رہا تھا، پہلے صرف لا الہ الا اللہ تک کلمہ طیبہ کو محدود رکھا گیا۔ ہجرت کے بعد اس میں محمدؐ رسول اللہ کا اضافہ فرمایا گیا۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، جہاد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، قصاص، دیت، ذبیحہ، سود و شراب خوری کی ممانعت وغیرہ...... سب احکام اکٹھے نہیں نافذ فرمائے گئے۔ باری باری نافذ فرمائے گئے۔ آخر میں اشهد ان امير المؤمنين و اولاده المعصومين اولياء الله کی بات بتائی گئی۔ آخری حج کے موقعہ پر مقام جعفہ پر کہ جہاں سے حجاج کے وطن واپسی کے راستے جدا ہوتے تھے؛ سب کو ایک بار پھر بحکم خداوند متعال اکٹھا فرمایا گیا۔

سورہ المائدہ: ۶۷۔ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اس آیہ مبارکہ میں الفاظ کے تیور عجیب نظر آتے ہیں۔ کسی ایسے کام کی جانب متوجہ فرمایا جا رہا ہے کہ جس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ اگر یہ کام نہیں فرمایا تو گویا کہ آپ جنابؐ نے اپنی رسالت کا کوئی کام کیا ہی نہیں۔ سارے کا سارا کار رسالت ایک جانب اور آج کے دن ہونے والا کام ایک طرف۔

اب اگر اسی سورہ کی آیت نمبر ۳ میں لکھ دی جانے والی آیت مبارکہ کو اس آیت نمبر ۶۷ کے ساتھ لکھ دیا جائے تو شان نزول بھی واضح ہو جاتی ہے اور وہ کام بھی سامنے آ جاتا ہے کہ جس کے کرنے سے اسلام کی تکمیل کا اعلان فرمایا گیا۔ مگر چونکہ غدیر کا بلیک آوٹ مطلوب تھا۔ اس بلیک آوٹ سے ثقیفہ کی ضرورت ثابت کرنا تھی۔ سید الانبیاءؐ پر یہ ظلم کرنا تھا کہ آپ جنابؐ نے اپنے بعد کسی کو کار رسالت کے جاری رکھنے کیلئے نامزد ہی نہیں فرمایا۔ اس لئے ان دونوں آیات کو ایک مقام پر نہیں رکھا گیا۔ اور یوں قرآن پاک اور مسلمانوں پر ایک دائمی ظلم کر دیا گیا۔ یہ ظلم کرنے والوں نے کار رسالت اور حکومت کا فرق ہی محسوس نہیں کیا۔ ان کے اذہان میں یہ بات سمائی ہی نہیں کہ اللہ جل جلالہٗ نے اپنے پاک دین کو اعلان ولایت و امامت کے ساتھ قیامت تک کیلئے مکمل فرما دیا ہے۔ امام

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کا سرِ اقدس نیزے پر ہوگا اور جسم اطہر کربلا کی خاک کو شرف یاب فرما رہا ہوگا مگر سرِ اقدس بھی تلاوتِ قرآن کر رہا ہوگا اور جسم اطہر بھی نہ صرف قرآن پڑھ رہا ہوگا بلکہ اذان بھی دے گا کہ جس میں اعلانِ ولایت ہوگا اور نماز بھی قائم فرمائے گا۔

بہت جلد......انشاءاللہ تعالیٰ بہت ہی جلد......وہ دن ضرور آئے گا جب جناب سید الکونینؐ کے بارہویں جانشین ظہور فرمائیں گے۔ اور اسلام کو اس کی اصلی شکل میں نافذ فرمائیں گے۔ قرآن پاک کا وہ نسخہ کہ جو مولا امیر کائناتؑ نے مرتب فرمایا تھا؛ وہ نسخہ لوگوں کو عطا فرمائیں۔ اس کے مطالعے سے وہ تمام ابہام دور ہو جائیں گے جو امت میں پائے جاتے ہیں۔ جو اس کو مان لیں گے زندہ رہیں گے۔ جو انکار کریں گے ان کی گردنیں اڑا دی جائیں گی۔ تمام مذاہب کے لوگ اپنے اپنے نبی کو اپنے درمیان پائیں گے اور وہ تمام انبیاءؑ اپنی اپنی امت کو خود بتائیں گے کہ اسلام ہی اس دین کی کامل ترین شکل ہے کہ جو وہ اپنی امت کو بتا کر گئے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ اپنے مسیحی پیروکاروں کو سنبھالیں گے تو حضرت موسیٰؑ یہودیوں کو سمجھا رہے ہوں گے۔ جناب گوتم بدھ اپنے عقیدت مندوں کو اسلام کی دعوت دے رہے ہوں گے تو کرشن جی مہاراج بھی تمام ہندوؤں پر واضح فرما رہے ہوں گے کہ یہ حضرت مہدیؑ ہی وہ پاک ذات ہیں کہ جنہیں ہم کالکی اوتار کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ دعا کریں کہ وہ حسین وقت ابھی سے بھی پہلے آ جائے۔ دنیا سے ظلم کا دائمی خاتمہ ہو، ہر طرف امن و آشتی کی مسلسل بہار چھا جائے۔

تو بات ہو رہی تھی قرآن پاک کی مظلومیت کی۔ اور اس اعلان کی کہ حضرت رسالت مآبؐ نے اپنی حیاتِ مقدس میں قرآن پاک جمع نہیں فرمایا۔ تمام مورخین و محدثین نے تجمیع قرآن کے عمل کی بنیاد اس بات کو بنایا کہ جب جنگ یمامہ میں بہت سارے حفاظ قتل ہو گئے تو ایک حضرت کو خیال آیا کہ اگر اسی طرح حفاظ ختم ہوتے رہے تو قرآن پاک ضائع ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے بڑی مشکل سے ایک دوسرے حضرت کو قائل کیا کہ قرآن پاک کو جمع کیا جائے۔ اس کام کیلئے زید بن ثابت کو ذمہ داری سونپی گئی۔ زید بن ثابتؓ اس وقت تقریباً اکیس یا بائیس سال کے تھے۔ یہ قریش سے بھی نہیں تھے۔ انصار میں سے تھے۔ ہجرت کے وقت یہ دس سے گیارہ سال کی عمر کے تھے یعنی انہیں مکی آیات کی کوئی خبر ہی نہیں ہوگی کیونکہ یہ تو یثرب کے رہنے والے تھے۔ یہ حافظ قرآن بھی نہیں تھے۔ انہیں اپنی اس نامزدگی پر حیرت ہوئی مگر کسی بزرگ کے سمجھانے پر وہ اس کام کیلئے آمادہ ہو گئے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن پاک کو جمع کرنے کی ضرورت تو اس بات سے محسوس کی گئی کہ حفاظ قرآن ختم نہ ہو جائیں تو پھر یہ جمع کرنے کا کام، یہ فریضہ کسی حافظ قرآن کو کیوں نہیں سونپا گیا؟ اس وقت حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت مقداد ابن اسودؓ، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، حضرت عمار یاسرؓ حضرت ابوذرؓ جیسے جلیل القدر حفاظ کی موجودگی میں ایک ایسے نوجوان کو یہ کام سونپ دیا گیا کہ جو ابتدائے اسلام کے مکی زمانہ میں حضور سید الکونینؐ کے ساتھ ہی نہیں تھا۔ یثرب میں رہتا تھا۔ ہجرت کے وقت صرف گیارہ سال کا بچہ تھا۔ مگر یہ وہی تھا کہ جس نے سقیفہ میں انصار میں سے سب سے پہلے حضرت کی بیعت کی تھی۔ مگر جب خلافت مولائے کائناتؑ کے دروازے پر سجدہ ریز ہوئی تو زید نے بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ لوگ ان کو عثمانی کہا کرتے تھے۔

اگر بغور دیکھیں تو اس زمانے میں دس وہ افراد بھی موجود تھے کہ جنہیں عشرہ مبشرہ کا خطاب دیا گیا۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی یہ کام کیوں نہ سونپا گیا؟ زید بن ثابتؓ کے مکلف ہوتے تک تو نزولِ قرآن قرب تکمیل کی منزل پر تھا۔ اسے دوسروں سے پوچھنے کی ضرورت تھی۔ اس کا اپنا کوئی خاص مقام نہیں تھا۔ خلیفہ کے حکم پر زید اور ایک حضرت مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور ہر نمازی سے اس کے پاس موجود آیات طلب کرتے۔ ثابت ہوا کہ ان تینوں صحابہ کرامؓ نے اس سے پہلے خود قرآن پاک جمع نہیں کیا تھا۔ اگر کیا ہوتا تو پھر دوسروں سے مانگنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ اس سے قبل بہت سے اصحاب بصرہ اور یمن ہجرت کر چکے تھے۔ ان سے کوئی رابطہ نہیں کیا گیا۔ بہت سے غیر ممالک سے تعلق رکھنے والے اصحاب بھی جب حضورؐ کی بارگاہ قدسی میں شرف یاب ہوئے تو ان کی موجودگی میں کچھ آیات نازل ہوئیں۔ وہ ان آیات کو لکھ کر ساتھ لے گئے۔ کیا ان سے کوئی رابطہ ہوا؟

المختصر......ایک قرآن پاک جمع ہوا۔ اس کا ایک ایک نسخہ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ نے اپنے غلاموں سے لکھوا لیا مگر تاریخ بتاتی ہے کہ خود زید بن ثابت نے اپنے پاس کوئی نسخہ نہیں رکھا۔ چنانچہ جب تیسری خلافت کے زمانے میں آرمینیا اور آذربائیجان پر حملے کئے گئے تو لشکر اسلام میں دور دراز کے علاقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان بھی شامل ہوئے۔ اس لشکر میں عرب و عجم کے مسلمان جب اکٹھے ہوئے تو مکہ و مدینہ کے مسلمانوں کے پاس بہت سی ایسی آیات نہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تھیں جوان دور دراز کے علاقوں کے مسلمانوں کے پاس تھیں اور وہ لوگ یقین کی آخری منزل پر فائز تھے کہ وہ آیات جو ان کے پاس ہیں وہ بالکل صحیح ہیں کیونکہ وہ انہوں نے خود سرکارؐ کی زبان اقدس سے سنیں تھیں۔ معاملہ حضرت عثمانؓ کے سامنے رکھا گیا چنانچہ فیصلہ ہوا کہ ایک بار پھر عمل تجمیع قرآن شروع کیا جائے۔ اس بار پھر سے یہ ذمہ داری زید بن ثابت کو سونپی گئی۔ ان کی معاونت کیلئے تین دوسرے لوگوں کو بھی نامزد کیا گیا۔ یہ تھے عبداللہ ابن زبیر۔ سعید ابن العاص۔ اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام۔ زید بن ثابت کا مختصر تعارف تو اوپر لکھ چکا۔ باقی تینوں کا بھی عرض کر دیتا ہوں۔

عبداللہ ابن زبیر حضرت ابوبکرؓ کے نواسے تھے۔ سن ۲ھ میں پیدا ہوئے۔ حضور اکرمؐ کے وصال الی اللہ کے وقت نو سال کے تھے۔ ۲۵ھ میں جب انہیں کمیٹی کا ممبر بنایا گیا تو یہ ۲۳ سال کے تھے۔ ان کے بارے میں حضرت امیر کائناتؑ نے فرمایا تھا کہ جب تک یہ جوان نہیں ہوا تھا اس کے والد حضرت زبیرؓ ہمارے ساتھ تھے۔ یاد رہے کہ حضرت زبیر مدینہ کے ان چند اصحابؓ میں سے تھے کہ جنہوں نے تمام تر دباؤ کے باوجود خلیفہ اول کی بیعت نہیں کی تھی بلکہ انہوں نے مولائے کائناتؑ کی بیعت کی تھی۔ نصف سے زیادہ قرآن پاک ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی نازل ہو چکا تھا۔ ان کے سن تمیز کو پہنچنے سے قبل ہی نزول قرآن پاک مکمل ہو چکا تھا۔ جنگ جمل ان ہی کی کاوشوں کا نتیجہ تھی۔ یہ وہی بزرگوار تھے کہ جنہوں نے مولائے کائناتؑ سے دشمنی کی بناء پر چشمہ حواب کے بارے میں حضرت عائشہؓ کے روبرو جھوٹی قسم کھائی اور دوسرے لوگوں کو بھی اس جھوٹ میں شامل کیا کہ یہ چشمہ حواب نہیں۔ یہ اسی پاک کتاب کو جمع کرنے کیلئے نامزد ہوئے تھے کہ جس پاک کلام میں اللہ جل جلالہٗ نے واضح طور پر جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے۔

سعید ابن العاص کا تعلق بنوامیہ سے تھا۔ سن ۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا والد جنگ بدر میں مولائے کائناتؑ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا تھا۔

عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ مخزومی قبیلے سے تھے کہ جو سارے کا سارا قبیلہ ہی مولا امیر کائناتؑ سے دشمنی رکھتا تھا۔ جمع قرآن کی ذمہ داری سنبھالتے وقت یہ بھی کوئی ۲۴ سال کے ہی تھے۔

مجبور ہوں یہ لکھنے پر...... کہ ان چاروں میں جو قدر مشترک نظر آتی ہے وہ مولائے کائناتؑ سے دشمنی ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے دلوں میں وہی جذبات تھے کہ جن کا اظہار یزید ملعون نے برملا کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ (نعوذ باللہ) بنی ہاشم نے حکومت ہتھیانے کیلئے ایک ڈھونگ رچایا تھا۔ نہ تو کوئی وحی نازل ہوئی اور نہ ہی قرآن اترا۔ یعنی ...... نبوت اور قرآن دونوں کا انکار۔ جب دل میں اس طرح کے فاسق جذبات ہوں تو ایسے لوگوں کو قرآن پاک کو جمع کرنے میں کیا دلچسپی ہوگی۔ میں سلام پیش کرتا ہوں ہر اس مخلص صحابی کو کہ جس نے ان نامساعد حالات میں بھی قرآن پاک کو ضائع نہیں ہونے دیا۔ خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ انہوں نے کیا کیا ستم برداشت کیے ہوں گے۔ کیسے کیسے جتن کیے ہوں گے کہ یہ کتاب خدا آج ہمارے پاس پہنچ گئی...... ان تمام ہستیوں کو سلام کہ جنہوں نے اموی سیلاب میں قرآن پاک کو محفوظ رکھا۔ اموی حکمران نے تاریخ میں پہلی مرتبہ قرآن پاک کو جلانے کا کام کیا۔ ایک سرکاری جمع شدہ قرآن جاری کیا گیا۔ حکم دیا گیا کہ جس جس کے پاس قرآن پاک کی کوئی آیت ہے وہ اپنے ساتھ دو گواہ لے کر آئے تا کہ اس آیت کو قرآن پاک میں شامل کر لیا جائے۔ جس کے پاس دو گواہ نہیں اس آیت کو شامل قرآن نہیں کیا گیا۔ بلکہ زبردستی لوگوں سے لے کر جلا دیا گیا...... یہ ہے قرآن پاک کی مظلومیت ......

بہت سی روایات ایسی ملتی ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں بعض مقامات پر کچھ لوگوں کے نام درج تھے۔ کچھ تعریفی انداز میں اور کچھ مذمتی انداز میں۔ مذمتی انداز میں بہت سے مقامات پر بنوامیہ کے نام درج تھے۔ اب جب کہ تجمیع کا فریضہ بھی بنوامیہ کے ہاتھ میں تھا تو عقل مانتی ہے کہ انہوں نے ان تمام مقامات سے ناموں کو حذف کر دیا سوائے سورہ تبت یدا ابی لہب کے کہ اس میں خود بنی ہاشم کے ایک شخص کا نام تھا اور یہ نام بنوامیہ کی بنوہاشم سے مخاصمت میں کارآمد تھا؛ بنوہاشم کیلئے ایک طنز کا درجہ رکھتا تھا... حالانکہ وہ اس مقام معرفت سے محروم تھے کہ حضرت سید الکونینؐ اور ان جناب کی عطرت طاہرہ کی تخلیق انسانی سے ہی نہیں۔ دیکھنے میں بشر لگتے ہیں جبکہ یہ نور خداوند متعال سے مشتق فرمائے گئے۔ اور اللہ جل جلالہٗ کا کوئی رشتہ دار نہیں ہوتا جیسا کہ خود مولا امام زمانہ عجؑ نے اپنی ایک توقیع مبارک میں بھی فرمایا۔

زید بن ثابت اور اس کی ٹیم کے دل و دماغ میں مولائے کائناتؑ کی دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور بنوامیہ سے وفاداری میں وہ تسکین قلب محسوس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ ہر وہ آیت جس میں کوئی نام ہو اس نام کو قرآن پاک سے نکال دیا جائے۔ نمونے کے طور پر کچھ روایات عرض کرتا ہوں۔

(بحوالہ تفسیر فصل الخطاب ص ۳۴۹؛ ابن سیاری (۷۰۱) ......سورہ الکوثر جن الفاظ میں نازل ہوئی وہ کچھ یوں تھے

عن ابو داؤد عن رجل عن ابی عبد اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ: انا اعطیناک یا محمد الکوثر۔ فصل لربک وانحر۔ ان شانئک عمر ابن العاص ھوالابتر[۱۰۸ : ۱۔۳]

تو آپ نے دیکھا کہ خداوندمتعال نے اپنے پاک حبیبؐ کے اسم مقدس کا استعمال بھی فرمایا اور اس اموی شخص کو بھی واضح کر دیا کہ جو آپ جنابؐ کیلئے ابتر کا لفظ استعمال کرتا تھا۔ پہلی آیہ مبارکہ کا حوالہ کچھ اور مقامات پر بھی ملتا ہے۔ [دیگر حوالہ جات: **تحفة الاحوزی ج ۹ ص ۲۰۶؛ جامع البیان الطبری ج ۳۰ ص ٤١٤ اور ٤٢٦؛ فتح القدیر ج٥ ص ٥٠٢**]

اس مضمون میں ہم پہلے ہی ایک آیت کے بارے میں گفتگو کر چکے۔ اب وہی آیت ایک دوسرے پہلو سے دیکھتے ہیں۔ تفسیر ابی حمزہ الثمالی ص ۱۶۰ پر ابن مسعود سے ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ عہد سید الانبیاءؐ میں ہم یہ آیہ مبارکہ اس طرح تلاوت کیا کرتے تھے۔

یأیھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین و ان لم تفعل فما بلغت رسالة واللہ یعصمک من الناس

دیگر حوالہ جات: ۔ بحار الانوار ج ۳۷ ص ۱۹۰ ۔ ..... مناقب اھل بیتؑ ص ۱۳۰ ۔ ..... خلاصه ابقات الانوار ج ۷ ص ۳٤۷ ۔ ج ۸ ص ۲۱۳، ۲۵۵، ۲٦٤، ۲٦٦ ۔ ..... شجرة طوبی ج ۲ ص ۲۲۲ ۔ ..... الغدیر ج۱ ص ۲۱۷، ۲۲۱، ۲۲۲ ۔ ..... الامام علی ص ۲۳٦ ۔ ..... معالم المدرسنین ج۱ ص ۳۰۲، تفسیر المیزان ج ٦ ص ٥٩، ..... شواھد التنزیل ج۱ ص ۲٥۷، ..... الدررالمنثور ج ۲ ص ۔ ..... فتح القدیر ج ۲ ص ٦۰، ..... کشف الغمة ج ۱ ص ۳۲٦ ..... مودة اھل بیتؑ ص ۱۰۲

اب میرے محترم قارئین اس آیت مبارکہ کے مفہوم میں زمین آسمان کا فرق دیکھیں۔ مخالفین نے تو اپنی جانب سے صرف مولا امیر کائناتؑ کے اسم مقدس کو ہٹایا مگر اس کے بغیر یہ آیت مبارکہ عظمت رسالت آبؐ پر ایک سوالیہ نشان چھوڑتی ہے۔ حالانکہ اس جملے کے ساتھ یہ آیہ مبارکہ آنے والے تمام حالات کی نہ صرف نشاندہی کرتی ہے بلکہ اللہ جل جلالہُ کی جانب سے تمام مومنین کیلئے ایک مسلسل وعدہ تحفظ بھی فراہم کرتی ہے۔ آپ کو سمجھ آجاتی ہے کہ بنو امیہ اور بنو عباس کی تمام تر ظالمانہ کاروائیوں کے باوجود شیعیان علیؑ آج تک کیسے محفوظ چلے آرہے ہیں۔

ایک اور آیہ مبارکہ دیکھتے ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی ہمارے سنی بھائیوں کے بہت معتبر مصنف ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب الدرر المنثور جلد ۵ ص ۱۹۲ پر تحریر فرمایا ہے۔ اور اس روایت کو جناب عبداللہ ابن مسعودؓ سے نقل فرمایا ہے۔ (اب سمجھ میں آیا کہ جناب عبداللہ ابن مسعودؓ جیسے جلیل القدر حافظ قرآن کو قرآن پاک جمع کرنے والی سرکاری ٹیم میں کیوں شامل نہیں کیا گیا تھا؟)

سورہ احزاب آیت ۲۵: ورداللہ الذین کفروا بغیظھم لم ینالوا خیرا و کفی اللہ المؤمنین القتال **بعلی ابن ابی طالبؑ** و کان اللہ قویا عزیزا

دیگر حوالہ جات: روضة الواعظین ص ۱۰٦ ۔ ..... الروضة فی المعجزات و الفضائل ص ۱۳۹ ۔ ..... مدینة المعاجز ج ۲ ص ۱۰ ۔ ..... بحار الانوار ج ۳۰ ص ۲۰٥، ۲٥۹، ..... شجرة طوبی ج ۲ ص ۲۸۹ ۔ ..... مستدرك سفینة البحار ج ۸ ص ٤٥٤ ۔ ..... النبیان ج۸ ص ۳۳۱ ۔ ..... تفسیر مجمع البیان ج۸ ص ۱۳۳ ۔ ..... خصائص الوحی المبین ص ۲۲۲، ..... تفسیر الآصفی ج ۲ ص ۹۸۸، ..... تفسیر نور الثقلین ج ٤ ص ۲٦۱، ..... تفسیر المیزان ج ۱٦ ص ۲۹۸، ..... شواھد التنزیل ج ۲ ص ۸ ۔۹، ..... تفسیر القرطبی ج ۱، ص ۸٤، ..... اکمال الکمال ج ۷ ص ٦۷ ۔ ..... میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۸۰، ..... کشف الغمة ج۱ ص ۲۰٥، ۳۲٤ ۔ ..... کشف الیقین ص ۱۳٤، ..... تاویل الآیات ج ۲ ص ٤٥۱، ..... ینابیع المودة لذی القربی ج ۱ ص ۲۸۱، ۲۸۳ ۔ ..... الانوار العلویة ص ۱۸۰، ۱۹۳، ۲٦۱ ۔ ..... الصحیح من السیرة ص ٤٤۷، ٤٤۹

ایک دوسری آیہ مبارکہ دیکھتے ہیں

سورہ آل عمران آیت ۳۳: **ان اللہ اصطفی آدم و نوحا و آل ابراھیم و آل عمران و آل محمدؐ علی العالمین۔** بحوالہ: تفسیر ثعلبی، بحار

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

الانوار ج ۲۳ ص ۲۲۲

اس آیہ مبارکہ میں سے **و آل محمد** کے الفاظ حزف کر کے اللہ جل شانہ پر بہت بڑا بہتان باندھ دیا گیا۔ یا اللہ پاک! ایک جانب تو آپ جناب فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ ساری کائنات اپنے پاک حبیبؐ کی خاطر خلق فرمائی۔ مگر دوسری جانب آپ اپنے پاک کلام میں حضرت آدم و نوح علیہم السلام کو تو منتخب شدہ فرماتے ہیں مگر اپنے پاک حبیبؐ کو منتخب شدہ نہیں فرماتے۔ آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ (حضرت موسیٰؑ اور جناب مریمؑ کے والدوں کا نام عمران تھا) کو تو منتخب فرمایا مگر خواتین جنت کی پاک سردار اور جوانان جنت کے پاک سرداروں کو منتخب نہیں فرمایا جبکہ حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و مریم و عمران علیہم السلام جنتی ہیں، جنت کے سردار نہیں اور جنت میں ان پاک ذوات مقدسہ کی رعایا ہیں۔

ایک اور باریک سی بات ہے۔ اس آیہ مبارکہ میں لفظ اصطفیٰ استعمال فرمایا گیا ہے جس سے لفظ مصطفیٰ بنتا ہے۔ مگر ہم کسی دوسرے نبیؑ کیلئے لفظ مصطفیٰ استعمال نہیں کرتے بشمول ان چار ہستیوںؑ کے کہ جن کے اسماء گرامی اس آیہ مبارکہ میں استعمال فرمائے گئے۔ سوائے حضرت سید المرسلینؐ کے۔ یعنی جو پاک ذات مجسم مصطفیٰ ہے اسے ہی اس پاک آیت سے خارج کر دیا گیا۔ یہ ہے قرآن پاک کی مظلومیت ..... قرآن پاک کو اہلبیتؑ سے جدا کر دیا گیا۔ اس پاک کتاب کو کلام خدا کہا تو گیا مگر اس کے ساتھ کلام خدا والا سلوک نہیں کیا گیا۔ وہی بنی ہاشمؑ اور بنی امیہ کی اقتدار کی جنگ بنا کر دین کو برباد کر دیا گیا۔ آج تک کروڑوں لوگ ایسے ہیں جنہیں یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ یزید پلید کو رضی اللہ کہنا ہے یا لعنت اللہ۔

قرآن پاک کی مظلومیت کو ایک اور زاویے سے دیکھتے ہیں۔ ابتدا میں اہل سنت کے جلیل القدر محقق و مفسر علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب الدر المنثور جلد ۱ ص ۱۰۶ سے ایک تحریر نقل کرتا ہوں۔ حضرت ابن عمرؓ سے منسوب ایک روایت نقل فرماتے ہیں:

اخرج ابو عبید و ابن الضریس و ابن الانباری فی المصاحف عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کله ما یدریه ما کله قد ذهب منه قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت ما ظهر منه

ابوعبیدہ، ابن الضریس اور ابن الانباری المصاحف میں ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے کہا: .....کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرے پاس مکمل قرآن ہے۔ اسے کیا معلوم کہ مکمل قرآن کتنا تھا؟ قرآن پاک کا بہت سا حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ ہاں مگر وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس اتنا قرآن ہے جتنا اب ظاہر ہے۔

میں اس روایت کو ایک اور زاویے سے بھی دیکھتا ہوں۔ کچھ احباب نے بہت سی ایسی روایات کی پذیرائی فرمائی ہے جن سے یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ نعوذ باللہ جناب سید الانبیاءؐ نے بہت سے اہم امور کو چھوڑ دیا تھا اگر کچھ حضرات نہ ہوتے تو اسلام کا بیڑہ غرق ہو جاتا۔ نہ تو حضور اکرمؐ اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین بنا کر گئے کہ وہ دین کے معاملات کو سنبھالتا اور نہ ہی کتاب اللہ کو کسی تحریری شکل میں چھوڑ کر گئے۔ بھلا ہو ان حضرات کا کہ انہوں نے پہلے تو سقیفہ میں مسلمانوں کو ایک حاکم دیا اور پھر بعد میں قرآن پاک کو بھی جمع کروا دیا۔ سادہ لوح مسلمان آج بھی اپنی محافل اور میڈیا میں یہ روایات بڑے شوق سے سناتے ہیں اور ان روایات سے کچھ حضرات کی فضیلت ثابت کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس طرح کے بیانات سے نعوذ باللہ خود اللہ جل شانہٗ کی نا اہلی ثابت ہو رہی ہوتی ہے کہ اس جل جلالہٗ نے ایک ایسی لاپرواہ اور مستقبل سے ناآشنا ذات کو اپنا آخری رسولؐ بنا دیا (نعوذ باللہ)۔ میں ان حضرات کو اپنے پیارے صحابہ کرامؓ کی فضیلت بیان کرنے سے نہیں روکتا مگر اتنا تو مجھے بھی حق دیں کہ میں آپ کو اپنے خالق اکبر جل جلالہٗ اور اپنے پاک رسول کی شان اقدس میں جسارت کرنے سے روکوں۔ یہ ہے قرآن پاک کی ایک اور مظلومیت ..... کہ جس پاک ذات کے قلب مقدس پر یہ نازل ہوا وہ پاک جنابؐ ہی نعوذ باللہ قرآن پاک سے غافل رہی۔ اسی انداز کی کچھ اور روایات بھی دیکھیں۔

قال حدثنی عبدالله بن ابی بکر بن عمرو بن خرم عن عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشه زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت لقد انزلت آیة الرجم و رضعات الکبیر عشرا فکانت فی ورقة تحت سریر فی بیتی فلما اشتکی رسول الله صلی الله علیه وسلم تشاغلنا بامره و دخلت دویبة لنا فاکلتها

یہ روایت مسند احمد بن حنبل ج ۶، ص ۲۶۹ سے لی گئی ہے اور اسے امام رغب اصفہانی نے اپنی کتاب محاضرات میں اور فخر الدین عثمان بن علی نے اپنی کتاب تبیان الحقائق شرح کنز الدقائق میں بھی لکھا ہے۔ دیگر حوالہ جات کیلئے دیکھیں: المعیار والموازنہ ص ۸، تاویل مختلف الحدیث ص ۵۸، نواسخ القرآن ص ۳۷،

حضرت بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آیہ رجم اور رضعات الکبیر نازل ہوئی تھیں۔ یہ ایک کاغذ پر لکھی ہوئی میرے گھر میں تکیے کے نیچے رکھی تھیں۔ ہم جناب

jabir.abbas@yahoo.com

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں مشغول تھیں کہ ایک بکری آئی اور ان کو کھا گئی۔

کیا یہ روایات قرآن پاک کے عظیم الشان معجزہ خداوندی ثابت کرنے کیلئے بیان کی گئیں یا ہر صاحب شعور کو قرآن پاک سے بیزار کرنے کیلئے لکھی گئیں؟

کیا کوئی جاہل سے جاہل انسان بھی اس قسم کی روایات کو پڑھ کر اس شق میں مبتلا نہیں ہو جائے گا کہ یہ پاک کلام الٰہی بھی اسی طرح نا قابل یقین ہے جیسے کہ دیگر آسمانی کتابیں اور صحائف؟

آیۃ الرجم کے بارے میں بہت سے ثقہ محدثین نے اپنی کتب میں لکھا ہے کہ یہ آیہ مبارکہ قرآن پاک میں موجود تھی۔ بہت سوں نے تو اس کے الفاظ بھی نقل کیے ہیں اور یہ بھی لکھا کہ ہم عہد سید الانبیاءؐ میں اس پر عمل پیرا ہوتے تھے مگر یہ آیت عثمانی قرآن میں موجود نہیں۔

حوالہ جات کیلئے دیکھیں: اختلاف الحدیث از الامام شافعی ص ۵۳۳، مسند احمد بن حنبل ج ۱، ۵، ۶ بیسیوں مقامات، صحیح بخاری ج ۴ دس مقامات، صحیح مسلم ج ۵، ص ۱۱۶، ۱۲۲۔ سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۲۶؛ سنن ابی داؤد ج ۴ پانچ مقامات، سنن الترمذی ج ۴ ص ۴۴۴؛ المستدرک ج ۴ ص ۳۵۹ کے علاوہ تقریباً پچاس دیگر کتب میں سینکڑوں مقامات

اسی طرح سورۃ الخلع اور سورہ الحفد کے بارے میں بہت سے محدثین نے لکھا ہے کہ یہ دونوں سورتیں قرآن پاک میں تھیں جواب موجود نہیں۔ اس کیلئے بھی درجنوں حوالہ جات ہیں چند ایک لکھ رہا ہوں۔ الدر المنثور از جلال الدین سیوطی ج ۶ ص ۴۲۰ و ۴۲۱؛ اتقان ج ۱ ص ۶۵؛ الایضاح ص ۲۹۳؛ تدوین القرآن ص ۸۸؛ بحوث فی تاریخ القرآن ۲۷۸؛ المحاضرات ج ۲ ص ۲۵؛

ایک منفرد اور عجیب بات یہ ہے کہ مختلف کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن پاک میں ۶۶۶۶ آیات ہیں۔ جبکہ جو قرآن پاک آج ہمارے پاس موجود ہے اس میں ۶۲۳۶ آیات ہیں۔ میرے پاس پاکستان، ایران، انڈیا اور سعودی عرب میں چھپے ہوئے نسخہ جات موجود ہیں اور ان سب میں آیات کی تعداد 6236 ہی ہے مگر 6666 نہیں۔ اسی طرح مختلف کتابوں میں قرآن پاک کے حرعف اور الفاظ کی تعداد کے بارے میں متضاد تعداد بیان کی گئی ہے۔ سنا ہے کہ مشرق بعید کے اسلامی ممالک میں جو قرآن پاک آجکل چھپتا ہے اس کی آیات ۶۲۳۶ بھی نہیں۔ میں نے کچھ عرصہ قبل ان ممالک کے سفارت خانوں سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔

کچھ اور آیات مبارکہ کی تلاوت کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

توبہ۔ ۳۲۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ○ ۳۳۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ۙ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ○

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے بجھادیں اور اللہ سے قبول نہیں فرماتا مگر یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے نور کو کمال تک پہنچادے اگرچہ کفار ناپسند ہی کریں○ وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسؐ کو ہر دین پر ظاہر کردے اگرچہ مشرکین کو برا لگے○

فتح ۲۸۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ۭ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا○

وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق عطا فرما کر بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر ظاہر کردے اور گواہی کیلئے اللہ ہی کافی ہے○

صف ۸۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ○ ۹۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ○

یہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں، جب کہ اللہ اپنے نور کو پورا فرمانے والا ہے اگرچہ کافر کتنا ہی ناپسند کریں○ وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ اسے سب ادیان پر ظاہر کردے خواہ شرک کتنا ہی ناپسند کریں○

قرآن پاک میں تین مقامات پر تقریباً یکساں الفاظ کا اعادہ فرماتے ہوئے خداوند متعال نے فرمایا کہ وہ پاک ذات وہی ہے جس نے اپنے پاک رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر ظاہر فرمادے۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

اس آیت مبارکہ میں مختلف الفاظ بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ان پر علیحدہ علیحدہ بات کرتے ہیں۔

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ

وہ پاک ذات گرامی وہ ہے جس نے ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ رسولؐ کو بھیجا۔ اب بہت سے مسلمان اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ جناب سید الکونینؐ پہلے ایک عام انسانوں جیسے انسان تھے۔ اپنے حسنِ عمل سے اس مقام تک پہنچے کہ اللہ جل جلالہٗ نے انہیں منصب نبوت پر فائز فرمادیا۔ اس طرح کی

باتیں لکھنے والے ایک ایسا راستہ کھلا چھوڑ تے ہیں جس راستے سے کوئی بھی جھوٹا شخص دعویٰ نبوت کر بیٹھتا ہے۔ حالانکہ اس آیہ مبارکہ کے الفاظ بغور دیکھیں تو اس طرح کے باطل خیالات کی یکسر نفی ہو جاتی ہے۔ اس آیہ مبارکہ میں لفظ ارسل استعمال ہوا ہے یعنی بھیجا۔ بھیجی وہ چیز جاتی ہے جو پہلے سے موجود ہو۔ ہم اپنے دوستوں کو خط ارسال کرتے ہیں۔ خط پہلے سے موجود ہوتا ہے تو ارسال کیا جاتا ہے، بھیجا جاتا ہے۔ اگر پہلے سے موجود ہی نہ ہو تو ارسال کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو جس روز میرے پاک رسولؐ نے اس کرہ زمین کو شرف بخشا وہ اس روز سے ہی مقام رسالت پر فائز تھے...... ہدایت کے ساتھ تشریف لائے تھے...... دین حق ساتھ لے کر تشریف لائے تھے۔ آخر ہم مسلمانوں کو کیا تکلیف ہے کہ ہر اس اموی افسانے کو حقیقت کا لباس پہنانے پر تیار رہتے ہیں کہ جس سے کائنات کے پاک مالک رسولؐ کو ایک عام انسان ثابت کیا جا سکے۔ حالانکہ جب بچپن میں حضرت ابو طالبؑ کے ہمراہ تجارت کے سفر میں شریک ہوئے تو راستے میں عیسائی پادریوں نے آپ جناب کے نبی آخرؐ ہونے کی بشارت دے دی۔ یمن کا بغیر ہڈیوں کے جسم والا کاہن جس کا نام سطیح تھا، مکہ آیا تو اس نے سارے پاک خاندان بنی ہاشمؑ کے قصیدے پڑھنے شروع کر دیئے۔ ان کو پتہ چل گیا نہیں پتہ چلا تو خود حضور اکرمؐ کو؟؟......

اموی مورخین نے یہ بھی لکھا کہ جب پہلی وحی نازل ہوئی اور حضور عالی مرتبتؐ اپنے دردولت پر تشریف لائے تو۔۔۔ پاک ملیکۃ العربؑ نے اپنے کزن پادری جناب ورقہ بن نوفلؒ کو بلوایا تو انہوں نے خبر دی کہ آپ نبی بن گئے ہیں۔...... ظلم کی انتہا ہو گئی...... ورقہ بن نوفلؒ خود جناب سید الکونینؐ سے زیادہ باخبر بنا دیئے گئے۔ حالانکہ قرآن پاک نے واضح طور پر فرمایا تھا کہ اللہ جل لالہٗ نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اپنے پاک رسولؐ کو بھیجا۔

...... یہ ہے قرآن پاک کی مظلومیت...... اموی لکھاریوں کی بات بچ مانی جا رہی ہے مگر عظمت رسولؐ اور صداقت قرآن کی بھی پرواہ نہیں کی جا رہی۔

ان آیات مبارکہ کا میرے خیال میں اہم ترین لفظ ہے...... لِيُظْهِرَهٗ ...... میں نے مختلف تراجم دیکھے ہیں۔ اس لفظ کا ترجمہ کر دیا جاتا ہے ''غالب آئے'' جبکہ عربی زبان میں غالب آنے کیلئے لفظ لیغلبه استعمال ہونا چاہیئے تھا۔ اگر غلبے اور ظاہر ہونے کا فرق جانا جاتا تو یہ ترجمہ نہ کیا جاتا۔ جب غلبہ حاصل ہو جاتا ہے تو اس میں دشمن کا وجود باقی رہتا ہے۔ جیسے فلسطین پر اسرائیل نے غلبہ حاصل کیا۔ فلسطین کا وجود ختم نہیں ہوا۔ روس نے وسطی ایشیائی ریاستوں پر غلبہ حاصل کیا۔ مگر وقت گذرنے کے بعد یہ غلبہ ختم ہو گیا۔

ظاہر ہونا غلبے سے مختلف ہے۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔ آپ نے بلب روشن کیا اور اندھیرا مکمل طور پر ختم ہو گیا۔ یہ ہے روشنی کا ظاہر ہونا۔ سورج طلوع ہوا تو اندھیرے کا وجود ختم ہو گیا۔ جب تک سورج رہے گا، اندھیرا غائب ہی رہے گا۔ یہ ہے ظہور ہونا۔ تو اس آیہ مجیدہ میں دیگر تمام ادیان کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہونے کی وعید موجود ہے۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ یعنی اللہ جل جلالہٗ نے اپنے پاک حبیبؐ کو جو ہدایت اور دین عطا فرما کر بھیجا ہے اس دین نے تمام دیگر ادیان پر ظاہر ہونا ہے۔ مگر اس دین کی بنیاد سلامتی ہے اسی لئے اس کا نام اسلام پسند فرمایا گیا ہے۔ ہم ساری دنیا میں دھماکے اور قتل و غارت کے ذریعے دیگر ادیان پر غلبہ چاہتے ہیں۔ ظہور نہیں چاہتے۔ ظہور کیلئے ہمیں پھر اسی قرآن پاک کا سہارا لینا ہوگا۔ ہمیں جناب رسالت مآبؐ کے اس مقام کی بات کرنا ہوگی کہ جو اللہ جل جلالہٗ نے انہیںؐ عطا فرمایا ہے۔ وہ تصور نبوت نہیں بتانا کہ جو بنی امیہ نے دیا۔ اموی تصور نبوت میں آپ جنابؐ تو (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) ایک عام عقل مند انسان سے بھی کمتر نظر آتے ہیں۔ حضورؐ کے اصحابؓ کرام حضور اکرمؐ سے بہت زیادہ سمجھدار، جہاں دیدہ اور زیرک و دانا دکھائی دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر ہم قرآن پاک کی نظر سے دیکھیں تو حضور اکرمؐ ہمیں اللہ جل شانہٗ کی مثل اعلیٰ نظر آتے ہیں۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ کی منزلت پر فائز نظر آتے ہیں...... وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے فضیلت کے مالک نظر آتے ہیں...... قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی کے مصداق نظر آتے ہیں۔...... کس کس آیت کا تذکرہ کروں، سارے کا سارا قرآن ہی آپ جناب کا قصیدہ نظر آتا ہے۔

...... یہ ہے قرآن پاک کی مظلومیت...... کہ ہم قرآنی تصور رسالت نہیں قبول کرتے،، اموی تصور رسالت کو اپنے ایمان کی بنیاد بنا لیتے ہیں۔ اتنا پست تصور نبوت جب ہم دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے سامنے رکھتے ہیں تو وہ برملا کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا نبیؑ آپ کے نبیؐ سے بہت بلند تر ہے۔ اور یوں ہم ظہور اسلام کا موقعہ ضائع کر دیتے ہیں۔

ہم لوگوں نے قرآن پاک کو قرآن خوانیوں، ایصال ثواب کی محافل، تراویح اور جہیز کے تحفے تک محدود کر دیا ہوا ہے حالانکہ یہ ایک عظیم انعام ربانی ہے۔ علامہ نقن صاحب ایک شعر سنایا کرتے تھے۔

با ہوش تو لیتے نہیں قرآں سے سبق ...... بے ہوش کو قرآں کی ہوا دیتے ہیں

مجھے تورات، زبور، انجیل، صحف انبیاءؑ، گیتا، گرنتھ وغیرہ کے مطالعے کا شرف حاصل ہے۔ کاش کہ ہمارے وہ علماء کہ جن کا اوڑھنا بچھونا مذہب ہے اور جن کا

jabir.abbas@yahoo.com

وسیلہ روزگار مذہب ہے۔ جو مدارس کے وظیفوں پر پلتے ہیں۔ جو دین کے نام پر کمائی کرتے ہیں، وہ کچھ وقت ان کتب اور قرآن پاک کے تقابلی مطالعے کو بھی دیں۔ قرآن پاک کی اموی تفسیر نہ لیں بلکہ وہ تفسیر دیکھیں جو اہل بیت اطہارؑ نے فرمائی ہے۔ تو وہ حیران ہوں گے کہ شاید بعض مقامات پر تمام مذاہب کی کتب میں سو فیصد یکسانیت پائی جاتی ہے۔ آپ ان مشترکات کو لے کر اپنے پیغام وحدت کا پرچار کریں ...... محبت و بھائی چارے کا درس دیں ...... خود کش دھماکے نہ کریں، بم دھماکے اور قتل و غارت سے اسلام کا چہرہ مجروح نہ کریں ...... جہاد اکبر کے بغیر جہاد اصغر نہ کریں ...... اخلاق قرآنی کا لباس زیب تن کریں، ...... قرآن مقدس کو دستور حیات کاملہ سمجھتے ہوئے اس کی روح کے مطابق اس پر عمل کریں ...... وہ دن دور نہیں کہ جب ہمیں اظہار اسلام کی منزل حاصل ہو جائے گی ...... ساری دنیا سے ظلم ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے گا ...... یہ دنیا عدل و انصاف سے اس طرح بھر جائے گی جیسے یہ اس وقت ظلم و جور سے بھری ہوئی ہے ...... دعا کریں کہ وہ وقت بہت جلد آ جائے

سورہ صف کی آیات ۸۔۹ تو ہم نے دیکھیں کہ جہاں اظہار اسلام کی بشارت ہے۔ اس سے اگلی آیات میں اس کا مکمل طریقہ کار بھی موجود ہے۔ کامیابی کی بشارت بھی موجود ہے اور نصرت کا درس بھی ہے۔ ان آیات سے اپنی ذمہ داریوں کا ادراک کریں اور پھر ان فرائض کی ادائیگی کی بھرپور کوشش کریں۔

۱۰۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ○ ۱۱۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ ۱۲۔ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ یُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ○ ۱۳۔ وَ اُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ○ ۱۴۔
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ
فَاٰمَنَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآىِٕفَةٌ ۚ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ○

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت بتا دوں جو تم کو دردناک عذاب سے بچا لے؟○ تم اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھو اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو○ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی اور نہایت عمدہ رہائش گاہوں میں جو جنات عدن (یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتوں) میں ہیں، یہی زبردست کامیابی ہے○ اور ایک دوسری۔ جسے تم بہت چاہتے ہو، وہ اللہ کی جانب سے مدد اور جلد ملنے والی فتح ہے اور آپ مومنوں کو خوشخبری سنا دیں○ اے ایمان والو! تم اللہ کے ناصر بن جاؤ جیسا کہ عیسٰی ابن مریم (علیہما السلام) نے حواریوں سے کہا تھا: اللہ کی طرف میرے ناصر کون ہیں، حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے ناصر ہیں۔ پس بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا اور دوسرا گروہ کافر ہو گیا، سو ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لے آئے تھے ان کے دشمنوں پر مدد فرمائی پس وہ مقام ظہور پر فائز ہو گئے○

آیات ۱۳ اور ۱۴ میں لفظ نصرت کا استعمال فرمایا گیا ہے۔ بالعموم اس کا ترجمہ مدد کر دیا جاتا ہے۔ صاحبان علم اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ عربی زبان میں مدد کیلئے لفظ مدد ہی استعمال ہوتا ہے۔ مدد در حقیقت عربی زبان کا ہی ایک لفظ ہے۔ تو یہ فصاحت الٰہیہ کے خلاف ہے کہ قرآن پاک میں دو مختلف الفاظ استعمال فرمائے گئے ہوں مگر ان کا معنی ایک ہی ہو۔ مدد اور نصرت کے عنوان پر کتاب دین نصرت میں بہت مفصل گفتگو ہے صاحبان علم ساری بحث وہاں سے پڑھ سکتے ہیں۔ میں یہاں اس کا نتیجہ لکھ رہا ہوں۔ ...... مدد کسی ذات کی یا کسی شخص کی ہوتی ہے جبکہ نصرت ہمیشہ مشن اور مقصد کی کی جاتی ہے۔ مدد وہ طلب کرتا ہے جو خود کمزور ہوتا ہے جبکہ طلب نصرت کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں کی جاتی بالخصوص جب طلب نصرت خود اللہ جل جلالہ یا اس کے کسی پاک نمائندے کی جانب سے طلب کی جائے تو یہ طلب نصرت کمزوری کی وجہ سے نہیں کیا جا رہی ہوتی بلکہ ناصرین کو اعزاز عطا فرمانے کیلئے کیا جا رہی ہوتی ہے۔ نعوذ باللہ اللہ جل جلالہ میں کسی قسم کی کوئی کمزوری نہیں، وہ پاک ذات علیٰ کل شیء قدیر ہے۔ وہ شہنشاہ ازل و ابد نہ صرف خود کن فیکون کا مالک ہے بلکہ وہ اپنے پاک حبیبؐ کے اطاعت گذاروں کو بھی کن فیکون کا مالک بنا دینے والی عالی جناب ہے۔ وہاں کمزوری کا تصور کرنا بھی بے ادبی شمار ہوگا۔ تو اتنی با اختیار پاک جناب جب طلب نصرت فرمائے تو یہ شرف بخشنے کیلئے ایک بہانہ ہوتا ہے۔

دوسری اہم بات جو یہاں سامنے آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو ہماری نصرت کرے گا؟ تو حواریوں نے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ ہم آپ کی نصرت کریں گے، بلکہ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے ناصرین ہیں۔ یعنی وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اللہ کے پاک رسولؑ کی نصرت در حقیقت

jabir.abbas@yahoo.com

خود اللہ جل جلالہ کی ہی نصرت ہوتی ہے۔

آیہ مبارکہ کی ترتیب معنی خیز ہے۔

نمائندہ الہیہ نے نصرت طلب فرمائی۔

لوگوں کے دو گروہ بن گئے۔ایک نے نصرت کی دوسرے نے نہیں کی۔

جنہوں نے نصرت سے انکار کیا انہیں کافر قرار دیا گیا۔

جنہوں نے نصرت کی انہیں دشمنوں پر دائمی کامرانی کی خبر دی گئی۔

یہی ترکیب امت محمدی کیلئے جاری ہے۔

۱۵ رجب سن ۳۰ عام الفیل، مکہ کے مردوزن بیت اللہ کے گرد جمع ہیں۔تین روز قبل ملکہ بیت اللہ کیلئے کعبہ کی دیوار شق ہوئی تھی اور وہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئی تھیں۔پھر کعبہ کے اندر کیا ہوا،کسی کو خبر نہیں۔کعبے کا دروازہ مقفل ہے۔اور تین دن سے چابی بے کار ہوگئی ہے۔تالہ کھلنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ تیسرے روز مالک ارض وسماء جناب سید الانبیاء تشریف لائے تو تالہ خود بخود کھل گیا۔ملکہ بیت اللہ باہر تشریف لاتی ہیں اور آغوش مقدس میں مولود کعبہ ہیں۔ اس موقعہ پر مخدومہ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔مختصر سا خطبہ ہے

اے لوگو اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمالیا اور مجھے ان تمام خواتین پر فضیلت عطا فرمائی کہ جو ہم سے پہلے گذر چکی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آسیہ بنت مزاحم کو چنا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھپ کر ایسی جگہ پر کی کہ جو مجبوری کے علاوہ عبادت کے لائق نہ تھی۔(یعنی فرعون کا گھر) اور اس نے مریم بنت عمران کو چنا اور حضرت عیسیٰ کی ولادت ان پر آسان فرمائی اور اس نے بیابان میں خشک درخت کو ہلایا تو اس پر سے تازہ کھجوریں ان پر گرنے لگیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان دونوں بلکہ ان تمام خواتین پر فضیلت عطا فرمائی کہ جو ہم سے پہلے گذر چکی ہیں۔ اس لئے کہ میں اس خدا تعالیٰ کے چنے ہوئے گھر میں اس فرزند کی ماں بننے کا شرف حاصل ہوا۔ہم نے تین دن اس احترام کے ساتھ گذارے کہ میں نے جنت کے میوے اور کھانے تناول فرمائے۔اور جب میں نے چاہا کہ اپنے برگذیدہ فرزند کو لے کر باہر آؤں تو ہاتف غیبی نے مجھے پکار کر کہا کہ اے بی بی اس بزرگ و برتر فرزند کا نام علیؑ رکھنا کیونکہ میں خداوند علی واعلیٰ ہوں اور میں نے اسے اپنی قدرت وعزت وجلال سے پیدا فرمایا ہے۔اور اپنی عدالت کا کامل حصہ اسے عطا فرمایا ہے۔اس کا نام اپنے اسم مقدس سے مشتق فرمایا ہے۔اسے آداب لائقہ سے مؤدب فرمایا ہے۔اپنے امور اس کے سپرد فرمائے ہیں۔اسے اپنے پوشیدہ علوم سے باخبر فرمایا ہے۔یہ میرے محترم گھر میں پیدا ہوا ہے۔یہ وہ پہلی ہستی ہے کہ جو میرے گھر کی چھت پر کھڑے ہوکر اذان کہے گا۔بتوں کو توڑے گا اور انہیں کعبے کی چھت پر سے گرائے گا۔اور مجھے عظمت و مجد و بزرگی اور یگانگت سے یاد فرمائے گا۔یہ میرے پیارے حبیبؐ جنہیں ہم نے تمام مخلوقات سے چنا ہے، کے بعد امام اور پیشوا ہوں گے اور ان کے وصی ہوں گے۔**وہ شخص خوش بخت ہے جو ان سے محبت کرے اور ان کی نصرت کرے۔اور جو ان کا کہا نہ مانے اور ان کی نصرت نہ کرے اور ان کے حق کا انکار کرے اس کیلئے ہلاکت ہے۔**

دیکھا آپ نے......پہلی امامت کا انسانوں کے لئے پہلا شرف دیدار ہے۔مگر آغاز میں ہی طلب نصرت کی جارہی ہے۔ناصرین کیلئے کامیابی کی گارنٹی دی جارہی ہے اور جو نصرت سے انکار کریں گے ان کی ہلاکت کی پیش گوئی فرمائی جارہی ہے۔وہی تسلسل ہے جو قرآن پاک میں ملتا ہے۔

لیظھرہ علی دین کلہ کی منزل کی جانب سفر جاری ہے۔اس دنیا کا اختتام ہو نہیں سکتا جب تک کہ قرآن پاک کے اس اعلان کا ظہور نہیں ہوتا۔کلمۂ توحید ساری دنیا پر چھا نہیں جاتا۔مگر اس کی بنیاد نصرت حجت خداؑ پر رکھی جائے گی۔ حجت الہیہ تمام اختیارات کی مالک ہوتی ہے مگر اس دنیا میں اولاد آدم اور ابلیس اور اس کے لشکر کے درمیان ایک جنگ جاری ہے۔حجت خداؑ انسانوں کے درمیان رہتی ہے تا کہ انسانوں کو منزل کا شعور دلاتی رہے۔ابلیسی لشکر انسانوں کو صراط مستقیم سے بہکانے میں لگا ہوا ہے۔حجتؑ الٰہی کا مشن ہے لوگوں کو نجات کی کشتی میں بٹھانا۔ اس مشن کی کامیابی کیلئے انسانوں کو نجات اخروی کی منزل کی جانب بڑھانا ہے اور ابلیس کے پنجے سے چھڑانا ہے۔اس مشن میں انسان کو شرف عطا فرمانے کیلئے اسے نصرت کی دعوت دی جاتی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

یہی مقام ہمیں کربلا معلیٰ میں بھی ملتا ہے۔ حجت خدا انسانوں کو دائمی کامیابی کیلئے موقعہ فراہم فرماتی ہے اور **هل من ناصر ينصرنا** کی صدا بلند فرما کر کامیابیوں کے دروازے کھول دیتی ہے کہ جو آخری زمانے تک کھلے رہیں گے۔ کربلا میں طلب نصرت فرما کر انسانوں کیلئے دائمی نجات کا راستہ متعین فرما دیا گیا۔ **ليظهره علي دين كله** کی منزل کا پتہ بتایا گیا۔ تسلسل پھر وہی ہے جس کا کہ قرآن پاک میں ذکر فرمادیا گیا۔

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلموں نے اس دعوت نصرت پر کان دھرے۔ آج ہمیں کربلا سے پیار کرنے والوں میں ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی، بدھ مت، پارسی وزرتشتی وغیرہ سب نظر آتے ہیں۔ میری اصلاح فرمائیں اگر میں غلط لکھ جاؤں۔ اسلام کی اور کسی ایک بات، واقعے، حکم یا عبادت کی مثال دیں کہ جس پر اتنے غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ برابر کے شریک ہوں؟ یہ صرف کربلا ہی ہے۔ جہاں آپ کو تمام ادیان کے پیروکار مصروف عزا نظر آئیں گے۔ عیسائیوں، سکھوں اور ہندوؤں کو زنجیر زنی کرتے دیکھیں گے تو (نام نہاد) مسلمانوں کو دیکھیں گے کہ وہ بس میں سے مسافروں کو اتار کر ان کی پشت پر زنجیر زنی کے نشانات دیکھ کر انہیں ذبح کر رہے ہیں۔

آخر ایسا کیوں ہے؟......ابلیس کو علم ہے کہ جب **ليظهره علي دين كله** کی منزل آئے گی تو پھر اس کی موت آجائے گی۔ اس کی مہلت ختم ہو جائے گی۔ جناب سید الانبیاءؐ خود اسے اپنی تلوار سے فی النار کر دیں گے۔ چنانچہ وہ اپنی پوری توانائی سے قرآن پاک کے اس وعدے کو فراموش کروا رہا ہے۔ اسلام کو تمام ادیان پر ظہور کی منزل پر لیجانے کی بجائے اسلام سے دائمی نفرت کے سامان کروا رہا ہے۔ حال ہی میں بوسٹن میں جو میراتھان بلاسٹ ہوئے، کیا انہوں نے اسلام کا نام روشن کیا؟ ہر سال میں دو تین واقعات ایسے کروا دیئے جاتے ہیں جن سے **ليظهره علي دين كله** کی منزل دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ ہے قرآن پاک کی ایک اور مظلومیت......

اگر امت اللہ جل جلالہٗ کا عطا فرمایا ہوا نظام ولایت کو قبول کرتی اور ثقیفہ میں ایک خود ساختہ نظام نہ شروع کرتی تو نہ جانے کب سے پرچم اسلام ساری دنیا پر چھا چکا ہوتا۔ بنو امیہ کی اسلام دشمنی ہر کسی نے دیکھی۔ مسجد میں دربار لگتا، دربار میں شراب خوری بھی ہوتی اور رقص و سرود کی محافل بھی سجتیں۔ اتنا کچھ دیکھنے کے باوجود لوگوں نے دوش رسالتؐ کے پاک سوارؑ کے مقابل یزید پلید کا ساتھ دیا۔ نتیجہ یہی ہونا تھا جو ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان ساری دنیا میں خوار ہو رہے ہیں۔ اور اس وقت تک ہوتے رہیں گے جب تک یہ نظام نصرت حجت خدا سے وابستہ نہیں ہوں گے۔

یا خداوند ذوالجلال، ہمیں نصرت الٰہیہ کا شعور اور توفیق عطا فرما تا کہ ہم قرآن پاک کی مظلومیت کے اس طویل دور کا خاتمہ کر سکیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas